مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ

از

(حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبۂ دینیات)

(۳)

کوئی شبہ نہیں کہ رنگ و نسل، وطن اور زبان ہی نہیں بلکہ دینی اور مذہبی بنیادوں پر بھی بٹی ہوئی قوموں کے لئے اسلام نے اپنے دروازے کو اس اعلان کے ساتھ جو کھول دیا کہ خواہ کسی رنگ کا آدمی ہو، کسی نسل کا ہو، کہیں کا رہنے والا ہو جو زبان بھی بولتا ہو، اور کسی دین سے تعلق رکھتا ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو مجوسی ہو، کوئی ہو، وہ اسلام کی کتاب قرآن کو خدا کی مان کر اپنے اپنے صحیح آبائی دین کو ہر قسم کی غیر خدائی آمیزشوں سے پاک کر کے اپنے پیدا کرنے والے کی خالص مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے اور جس نصب العین کی تکمیل کے لئے آدمی پیدا ہوا ہے اس کو حاصل کر سکتا ہے، دوسرے لفظوں میں جس کا مطلب یہی تھا اور یہی ہے کہ قرآن پر ایمان لانے، اور اسلام کے قبول کرنے کے بعد بھی سب کا خالق اور خدا بھی وہی رہے گا، جو پہلے تھا، دین بھی سب کا وہی رہے گا جو پہلے تھا یعنی جس قدرتی دستور العمل کی پابندی کا مطالبہ بندوں سے ان کے پیدا کرنے والے نے پہلے کیا تھا، اب بھی انسانیت کی نجات اسی قدرتی دستور العمل کی تعمیل سے وابستہ ہوگی۔ الغرض خدا بھی وہی خدا رہے گا، جو ہمیشہ سے تھا، اور دین بھی اصولاً وہی دین رہے گا، جو ہمیشہ سے بنی آدم کا صحیح خدائی دین تھا، بلکہ دین کے لانے والے یعنی پیدا کرنے والے کی مرضی سے آگاہ کرنے کے لئے بندوں میں وقتاً فوقتاً جو آتے رہے، اور قوموں میں موروثی ...ن کی حیثیت سے جو مانے گئے اور مانے جا رہے ہیں۔ ان کو اب بھی اسی طرح مانا جائے گا، جیسے پہلے ...نا گویا قرآن پر ایمان لانے کے بعد اس کا ہر ماننے والا پھر وہی ہو جاتا ہے، جو وہ پہلے تھا اور وہ ...ے شکوک و شبہات جو مختلف تاریخی موثرات کے زیر اثر مذاہب اور مذاہب کے تعلیمات کے

متعلق پیدا ہو گئے تھے۔ ان کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے۔ نیز خدا کی باتوں کے ساتھ غیر خدائی چیزیں شعوری یا غیر شعوری طور پر انسانی زندگی کے قدرتی دستور العمل میں باہر سے جو شریک ہو گئی تھیں باہر کی ان آلودگیوں سے ہر ایک کا دین پاک بھی ہو جاتے گا، اور خاص حالات کے لحاظ سے دین میں جن آسانیوں کو انسانی فطرت تلاش کرتی ہے وہ بھی قرآن میں مل جائیں گی۔

قرآنی دعوت کا یہ دل آویز پیرایہ اور اس کے پکار کی یہ دل کشی تھی ہی ایسی، کہ لوگ سنتے جاتے تھے اور مانتے جاتے تھے عرب کے اندر تو ابتدا میں کچھ کش مکش کی شکلیں بھی پیش آئیں، ہچکچانے والے شروع شروع میں کچھ ہچکچاتے بھی رہے زیادہ تر اس کش مکش اور ہچکچاہٹ میں جہاں تک میرا خیال ہے، عربوں کی جاہلیت کو دخل تھا، لیکن جوں ہی کہ اسلام عرب کے جاہلیوں سے نکل کر متمدن اقوام اور شائستہ امتوں کے درمیان پہنچا یہ واقعہ ہے کہ اس کے ماننے والوں نے اس کے ماننے اور تسلیم کر لینے میں اتنی عجلت سے کام لیا، کہ آج اگر یہ پوچھا جائے کہ سارا شام سارا مصر سارا ایران ترکستان اور اسی قسم کے ممالک کے باشندے اچانک کیسے مسلمان ہو گئے تو غیر ہی نہیں مرا تو خیال ہے کہ خود مسلمان جو اپنی مستقل قومی تاریخ[1] ہیں وہ بھی اس سوال کا شاید کوئی تشفی بخش جواب نہیں دے سکتے ہجری کی پہلی صدی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والوں میں بقول جرجی زیدان

معظم امم العالم المتمدن فی ذلک	اس زمانہ کے متمدن ممالک کا بڑا حصہ شریک ہو گیا
الحصر فنہم العرب والفرس والکلدان	جس میں عرب بھی تھے، اور ایرانی بھی، کلدانی بھی تھے
والروم والقوط والقبط والنوبۃ	اور رومی بھی گاتھ بھی تھے اور قبطی بھی، سودانی بھی
والبربر وکانوا یتکلمون العربیۃ والفارسیۃ	تھے اور بربر والے بھی، ان میں عربی بولنے والے بھی
والبہلویۃ والکردیۃ والارمنیۃ	تھے اور فارسی بولنے والے بھی پہلوی زبان والے
والقبطیۃ والبربریۃ وغیرھما	بھی اور کردی زبان والے بھی، قبطی زبان والے
التمدن الاسلامی ص ۲۰۱ ج ۱	بھی اور بربری بھی۔

باہر سے قوموں کو فتح کر کے سیاسی اقتدار کے شکنجوں میں ان کو کس لینا یہ نہ اسلام کا امتیاز ہے[2]

---

[1] آخر میں پوچھتا ہوں کہ فتوحات کی وسعت کے لحاظ سے ایرانی۔ یونانی۔ رومانی حکومتوں کے سوا اس زمانہ میں

بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ

اور نہ کسی دین کی شایان شان یہ بات ہو سکتی ہے کہ مار مار کر لوگوں کو مالگذاری کے ادا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سچ تو یہ ہے کہ جسمانی قوت یا اسلحہ کی برتری بھی ان لوگوں کو حاصل نہ تھی جن کے ہاتھوں پر ان قوموں نے اسلام کو قبول کیا، حیرت میں جو بات ڈال دیتی ہے۔ وہ قوموں کا یہی اندرونی انقلاب ہے جو قوم جتنی زیادہ متمدن اور تعلیم یافتہ تھی اسی قدر اسلامی پیغام کے قبول کرنے میں اس نے سبقت کی، اور کیوں نہ کرتی، شک کی جگہ یقین، مخلوط کی جگہ اپنے پیدا کرنے والے کی خالص مرضی اور خالص دین کو ڈھونڈنے والے جب قرآن میں پا رہے تھے تو جو کچھ انھوں نے کیا اس کے سوا آخر وہ کیا کرتے البتہ ناواقفیت کی وجہ سے جن بے چاروں کو اس کا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ جس دین کو اپنے بزرگوں کا دین وہ مان رہے ہیں، اس میں صحیح عناصر کے ساتھ غیر دینی عناصر بھی گھل مل گئے ہیں، ان بے چاروں کو ضرور دشواری پیش آتی تھی، لیکن جو جانتے تھے کہ دین اور دھرم کے نام سے جو چیز ان میں پائی جاتی ہے یہ ان کے آباء و اجداد کے دین کی صحیح شکل نہیں ہے اس واقعہ کا جتنا واضح علم جن قوموں میں تھا اسی حد تک قرآن میں اپنے درد کی دوا ان کو نظر آئی قرآن ان کے لئے رحمت بن گیا گویا ان کے دل کی پکار کا وہ قدرتی جواب تھا اس کتاب پر ایمان لانے کے ساتھ ہی ان پر کھل گیا کہ جو کچھ کھو گیا تھا وہ بھی ان کو مل گیا اور حالات نے جن نئی ضرورتوں کو جو پیدا کر دیا تھا ان کا حل بھی اس میں موجود تھا۔ قرآن کی یہی پوزیشن قوموں کے درمیان پہلے بھی تھا اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا آسمانی کتابوں کا آخری اڈیشن ہے اس دعوی کا یہی منطقی نتیجہ اور اقتضاء ہے۔ قدر و قیمت قرآنی دعوت کے اس پہلو کی مقابلہ ہی سے سمجھ میں آتی ہے کسی خاص نسل، یا کسی خاص رنگ، یا خاص زبان، یا خاص ملک کے باشندوں، یا خاص مذہب کے ماننے والوں کی حد تک اپنے خطاب کو قرآن اگر محدود رکھتا اور بجائے جوڑنے کے اعلان کرتا، کہ ہر قوم کو ان موروثی مذہبوں اور آبائی ادیان سے توڑنے کے لئے وہ نازل ہوا ہے تو ماننے والوں نے جس طریقہ سے اس کتاب کو مانا کیا یہ کامیابی اس کے سامنے آسکتی تھی؟ افسوس ہے کہ پیش کرنے والوں ہی کی طرف سے دوسروں کی ریس میں دیکھا جا رہا ہے دیکھا جا رہا ہے کہ بجائے تصدیق و توثیق، تصحیح و تکمیل کے سابقہ مذاہب و ادیان اور ان کے

سے؛ انگریزوں اور روسیوں نے جو کچھ کر کے دکھلایا ہے کیا ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کے فتح کئے ہوئے رقبوں کا کیا ذکر ہو سکتا ہے، اسلام کا اگر یہی کمال تھا تو اس کمال کی حقدار دنیا کی بہت سی قومیں ہیں ۱۲

تعلیمات ان کے پیشواؤں کی تحقیر و توہین کے اس طریقہ کو لوگ اختیار کر رہے ہیں جو یورپ کے پادریوں کا طریقہ تھا مذاہب کے تقابلی مطالعہ کے عنوان سے یورپ کے ان ہی پادریوں نے مذاہب کی تحقیق و تفتیش کی یہ نئی راہ جو نکالی تھی افسوس ہے کہ مسلمانوں میں بھی یہی طریقہ حسنِ قبول حاصل کر رہا ہے حالانکہ ضرورت ہے کہ قرآن نے خود اپنے آپ کو قوموں کے درمیان جس طریقہ سے رکھا ہے اور ادیان و مذاہب کے سلسلہ میں اپنا طبعی مقام اس کتاب نے خود جو متعین کر دیا ہے۔ اسی مقام پر اس کو رکھا جائے بلانے والوں کو چاہئے کہ اسی مقام پر کھڑے ہو کر اس کتاب کی طرف لوگوں کو بلائیں۔ اور اسی امتیازی رنگ کے ساتھ قوموں میں اس کتاب کو روشناس کرائیں یہ ہو سکتا ہے اور ہو بھی چکا ہے کہ سابقہ آبائی مذاہب سے قرآن جو نکہ اپنے ماننے والوں کا رشتہ کلیۃً منقطع نہیں کرتا۔ اس لئے اسلام قبول کر لینے کے باوجود بعضوں میں اس زہر کا کچھ بچا کھچا اثر رہ جائے جن سے مذاہب و ادیان کو پاک کرنے کے لئے قرآن نازل ہوا ہے میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآنی نقطۂ نظر کا نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا، بلکہ اس نقطۂ نظر کے صحیح استعمال سے محرومی کا ثمرہ اسے سمجھنا چاہئے، مگر کیا کیجئے ہر چیز کو ٹھیک اپنے صحیح صحیح مقام پر رکھ کر استعمال کرنے کا سلیقہ ہر ایک میں نہیں ہوتا،

مسلمانوں میں فرقہ بندی کی دو بنیادوں میں ایک بنیاد تو سیاسی اختلافات ڈالی تھی، جس کا قصہ آپ سن چکے۔ اور دوسری بڑی اہم بنیاد جس سے مسلمانوں میں مختلف فرقے اسلام کی ابتدائی صدیوں ہی میں پیدا ہو گئے تھے اس کا تعلق جہاں تک میرا خیال ہے زیادہ تر اسی مسئلہ سے تھا کہ غیر مذاہب کے لوگ شروع شروع اسلام میں داخل ہوئے ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے آبائی دین کے بعض زہریلے جراثیم کو اپنے اندر سے نکالنے میں جیسا کہ چاہئے کامیاب نہ ہو سکے۔ بجائے تطہیر و تزکیہ کے ان لوگوں نے یہ چاہا کہ اپنے پرانے خیالات کے مطابق قرآنی آیات کو کر لیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ بالکل قلبِ موضوع تھا قول فیصل تو قرآن تھا، لیکن ان کو اندازہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر کیا انھوں نے یہی کہ قرآن ہی کو تابع بنالیا اور جن عقائد و خیالات کے ماحول میں موروثی طور پر ان کی پرورش ہوئی تھی ان ہی کو اصل کی حیثیت سے استعمال کرتے رہے، یہ خطرہ پہلے بھی پیش آیا ہے اور صحیح نقطۂ نظر سے قرآن کو پیش کرنے میں آئندہ بھی اس کا اندیشہ ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ غیر فطری کاروبار زیادہ دیر تک جاری نہیں رہ سکتا۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں

اسی غیر فطری کاروبار کے شکار ہو کر مسلمانوں میں نت نئے فرقے جن لوگوں کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے ان کا انجام بتا رہا ہے کہ خدا نخواستہ اگر یہ خطرہ پیش کبھی آیا تو انشاء اللہ اس کا انجام بھی یہی ہوگا اور اب مختصر الفاظ میں کچھ اسی اجمال کی تفصیل کرنا چاہتا ہوں۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کی داستان کا مطالعہ اس تاریخی نکتہ کی روشنی میں نہیں کیا گیا ہے، ورنہ جتنے دردناک لہجوں میں اسلامی فرقوں اور ان کے انتشار و پراگندگی کا مرثیہ سنایا جاتا ہے شاید یہ کیفیت اس میں نہ پیدا ہوتی،

واقعہ یہ ہے کہ سیاسی اختلافات کے بعد مسلمانوں میں جیسا کہ جاننے والے جانتے ہیں اعتقادی اختلاف کی ابتدا مسئلہ قدر سے ہوئی، صحیح مسلم میں ہے کہ

اول من قال فی القدر بالبصرۃ معبد الجہنی صفہ ۱۶۰ ج ۱ بر فتح الملہم	سب سے پہلے قدر کے مسئلہ پر بصرہ میں معبد جہنی نے گفتگو کا آغاز کیا

یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی کافی تعداد زندہ تھی صحیح مسلم کی اسی روایت میں ہے، کہ بصرہ سے کچھ لوگ مدینہ منورہ آتے اور قدر کے مسئلہ میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر سے یہ کہتے ہوئے کہ

ظہر قبلنا الناس یقرؤن القرآن ویتقفرون العلم ... یزعمون ان لا قدر	ہمارے سامنے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جو قرآن بھی پڑھتے ہیں اور علم کی جستجو میں بھی رہتے ہیں مگر خیال کرتے ہیں کہ قدر (تقدیر) کا مسئلہ صحیح نہیں ہے

جس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنے اور جو علم قرآن تقسیم کر رہا تھا اس سے مستفید ہونے کے باوجود تقدیر کے یہ لوگ منکر تھے۔ اتنی بات تو صحیح مسلم سے اجمالاً معلوم ہوئی، لیکن اس کی تفصیل کیا ہے؟ امام نے اپنے رسالہ "خلق افعال العباد" نامی میں قدریہ کے متعلق ایک روایت اپنی سند سے درج کی ہے شمغلہ نامی ایک بداعتقاد آدمی عباسی خلیفہ مہدی کے پاس لایا گیا، جس نے خلیفہ کے سامنے ان باتوں کے بیان کیا تھا۔

القدری اذا غلا قال هما اثنان خالق خیر و خالق شر ص۱۷

قدری جب غلو سے کام لیتا ہے، تو کہنے لگتا ہے کہ یہاں دو مستقل قومیں ہیں ایک خیر کا خالق اور ایک شر کا خالق۔"

اسی سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قدریہ یا معتزلہ جو یہ کہا کرتے تھے کہ آدمی کے برے اور بھلے کاموں کا خالق اور پیدا کرنے والا خدا نہیں بلکہ خود ان کاموں کا کرنے والا آدمی ہی ہے یہ تو مسئلہ قدر کی ہلکی تعبیر تھی ورنہ درحقیقت تہ میں اس کے وہی بات چھپی ہوئی تھی کہ خدا ہی شر کا بھی خالق ہوا اور خیر کا بھی خالق ہو، دین زردشتی کی یہ بات ایرانیوں کی سمجھ میں نہ آئی اور یوں درمیان میں اہرمن و یزداں کا مسئلہ تراش کیا گیا جس کو ایران کے صحیح آبائی دین سے کوئی تعلق نہیں ہے تفصیل کے لئے بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، بہرحال ایرانیوں کا یہی غلط فلسفہ جو آخر میں ان کا دینی عقیدہ بن گیا تھا، سچ پوچھئے تو مسلمانوں میں پہنچ کر اسی غلط عقیدے نے مسئلہ قدر کی شکل اختیار کر لی تھی۔ یہ تو ہوئی مسئلہ کی حقیقت۔ باقی مسلمانوں میں اس کو سب سے پہلے کس نے چھیڑا۔ صحیح مسلم کی مذکورہ بالا روایت میں اگرچہ بصرہ کے رہنے والے معبد جہنی کا نام لیا گیا ہے لیکن امام بخاری نے اسی رسالہ خلق افعال العباد میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ

المعتزلة فانهم ادعوا ان فعل الله مخلوق وان افعال العباد غیر مخلوق

معتزلہ مدعی ہیں کہ اللہ کا فعل تو مخلوق ہے اور بندوں کے افعال مخلوق نہیں ہیں[1]۔

آگے خبر دی ہے کہ

وهذا اخلاف علم المسلمین الا من تعلق من البصریین بکلام مسنسویه کان مجوسیا فادعی الاسلام ص۵۲

عام مسلمان جو کچھ جانتے ہیں اس کے یہ مخالف ہے البتہ بصرہ میں جن لوگوں نے مسنسویہ کی بات مانی، یہ مسنسویہ پہلے پارسی تھا، بعد کو اسلام کا مدعی ہوا

---

[1] یعنی کلام اللہ کو معتزلہ مخلوق مانتے تھے۔ اور مانتے تھے کہ بندوں کے افعال خدا کے پیدا کئے ہوئے نہیں ہیں یعنی غیر مخلوق ہیں، اصل مسئلہ کی تحقیق کے لئے مفید اور کتابوں کے خاکسار کی کتاب "الدین القیم" کا مطالعہ کیا جائے بندوں کے افعال کا خالق خدا ہے مگر ذمہ داری اختیاری افعال کی بندوں پر کیسے عائد ہوتی ہے۔ اس کا جواب اس کتاب میں آپ کو ملے گا۔۱۲

مقریزی نے بھی خطط میں لکھا ہے کہ	معبد جہنی نے دراصل اس عقیدہ کو سنسویہ سے اخذ
اخذ معبد ھذا الرای من رجل من	کیا تھا، جو اساورہ میں تھا سنسویہ کی کنیت ابو یونس
الاساورۃ یقال لہ ابو یونس سنسویہ	تھی اور الاسواری کی نسبت سے منسوب تھا،

ویعرف بالاسواری ج۴ ص۱۸۱

الاسواری کا مطلب البلاذری میں دیکھئے لکھا ہے، کہ یزدگرد شاہ ایران کے خاص باڈی گارڈ کے یہ سوار تھے سیاہ الاسواری ان کا کمانڈر تھا۔[۱] اصطخر کی حفاظت کے لئے یزدگرد نے اس کو بھیجا۔ اور وہاں سے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے مقابلہ میں سوس پہنچا جہاں شکست فاش کھانے کے بعد صلح کی درخواست کی اور مسلمان ہو کر بصرہ میں معاہدہ کر کے الاسواری مقیم ہو گئے، یہ سنسویہ ان ہی الاسواریوں کا ایک آدمی تھا، اور مسلمان ہونے کے بعد مجوسی عقیدہ کے زیر اثر مسلمانوں میں قدر کے مسئلہ کو پھیلا کر پہلی دفعہ ایک اعتقادی فرقہ کی بنیاد قایم کر دی۔ امام بخاری ہی نے خواجہ حسن بصری کا قول معتزلہ کے متعلق نقل کیا ہے۔

اھلکتھم العجمۃ (افعال العباد ص۳۰) ایرانیت نے ان کو ہلاک کر دیا۔

دیکھا آپ نے معتزلہ کی بنیاد کھودنے کے بعد کہاں جا کر ملی ؟

اور کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کی چند ابتدائی صدیوں میں کافی زور اس فرقہ کا رہا خصوصاً بعض عباسی حکمرانوں کی پشت پناہی میں بہت کچھ کھیل کھیلنے کا بھی موقعہ ان کو ملا لیکن وہ جو کچھ بھی ہوں قرآن کو مخلوق مانتے ہوں یا غیر مخلوق اتنی بات تو بہر حال ان کے اندر بھی جاگزیں تھی کہ یہ خدا کا کلام ہے، اور "قول فصیل" ہونے کا قدرتی استحقاق قرآن ہی کو حاصل ہے۔ ابتداءً میں ان کو نہ محسوس ہوا ہو، کہ کس کو تابع اور کس کو متبوع بنا رہے ہیں لیکن جیسے جیسے ایک نسل کے بعد دوسری نسلیں ان کی گذرتی رہیں یہ منحرف ہوتے جاتے تھے ایرانیت کا موروثی دباؤ گھٹتے ہوئے اس مقام تک پہنچ گیا کہ اب ڈھونڈنے سے بھی معتزلہ کا پتہ

---

[۱] پرسس یا تخت جمشید بھی اس کو کہتے تھے ایرانیوں کا سب سے بڑا مقدس شہر تھا ابن حزم نے لکھا ہے کہ خدای نامہ جو ایرانیوں کی آسمانی کتاب کا نام تھا مدت تک اس کتاب کے پڑھنے پڑھانے کا حق صرف اصطخر کے موبدوں کو تھا ص۱۳ ج۱

مسلمانوں میں نہیں چلیتا۔ ہمارے مورخین نے لکھا ہے کہ

کان علم الکلام بایدی المعتزلة مائتی سنة ما بین المائة والثلاثمائة — علم کلام کی باگ معتزلہ کے ہاتھوں میں دوسو سال تک رہی، یعنی پہلی صدی کے بعد تیسری صدی کے اختتام تک۔

مفتاح السعادة ج ۲ ص ۳۷

اس کے بعد تو معتزلہ کا جو حال ہوا، وہ اسی سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے کتب خانوں میں ڈھونڈنے والے برسوں سے ڈھونڈ رہے ہیں کہ اس فرقہ کی کوئی کتاب کلام یا اصول فقہ وغیرہ جیسے علوم کے متعلق مل جاتی لیکن کامیابی نہیں ہو رہی ہے۔ کتاب تو کتاب شائد چند اوراق بھی نہیں مل سکتے۔ اہل السنت والجماعت کی کتابوں میں معتزلہ کے آراء و نظریات کا تردیداً ذکر جو کیا گیا ہے کچھ تو ان سے ان کے خیالات کا اندازہ ہوتا ہے اور بعض کتابیں تفسیر یا لغت و ادب میں ان کی جو ملتی ہیں ان سے ان کے اعتقادی رجحانات کی سراغ رسانی میں تھوڑی بہت مدد ملتی ہے۔ (تتبعها الراقم فله)

انقلابِ روس

مولف نے اس کتاب میں پہلی جنگ سے لے کر ۱۹۲۲ء تک کے حالات لکھے ہیں اور رُوس کے انقلاب اور اس سے پیدا شدہ حالات کا جامع اور دلنشین خاکہ پیش کیا ہے کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ انقلاب روس کے پوشیدہ اور تاریک پہلو روشن ہو جاتے ہیں اور موجودہ روس کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے بلکہ دنیا کے عام انقلابات اور تحریکات کے اسباب اور ان کے نتائج و ثمرات کا نقشہ بھی سامنے آجاتا ہے۔

انقلابِ روس وقت کی اہم تصنیف ہے جس میں فاضل مؤلف نے تاریخی حالات و واقعات کے نتیجوں اور پس منظر کو بڑی دیدہ وری اور بصیرت کے ساتھ ظاہر کیا ہے انقلابی حقایق کا بیان جب کسی روحانی ادیب اور شگفتہ نگار مصنف کی زبانِ قلم پر آجاتا ہے تو اندازِ بیان کی دلآویزی اور عبرت آموزی کی کوئی حد باقی نہیں رہتی، **انقلابِ روس** میں یہ تمام خصوصیتیں آپ کو یکجا ملیں گی۔ صفحات ...۳ قیمت مجلد مع خوبصورت گردپوش ۔۔